کہ اگر اس حصہ ملک میں کم از کم ایک تعلیمی سانچہ ہمیں بنانا ہے، ایک طرح کے افکار و تصورات کو پھیلانا ہے، اور جانی بوجھی فکری پالیسی چلانا ہے جس کے بغیر ایک قوم کبھی معرض وجود میں نہیں آسکتی۔ تو اس کے سوا کیا چارہ کار ہے کہ صوبائی تعصبات نے تفریق و تشتت کی جن دیواروں کو قائم کر رکھا ہے ان کو گرایا جائے، اور مقامی تنگ نظری سے اونچا اٹھ کر ذہن و فکر کے لئے عمدہ اور سازگار آب و ہوا کا اہتمام کیا جائے ــــ ہم نے دیانتداری سے ان تمام اعتراضات کا جائزہ لینے کی کوشش کی ہے جو ایک یونٹ کے سلسلے میں پیش کئے جاتے ہیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان میں سوا سُوءِ ظن، احساسِ کمتری اور تعصب کے اور کوئی چیز پائی نہیں جاتی ــــ ایک خطرہ اس میں البتہ یہ ہے کہ اگر ایک یونٹ سچ مچ بن گیا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ ملی خدمت و نیابت کا معیار نسبتہً زیادہ بلند ہو جائیگا۔ اور محدود صوبائی قیادتیں نظر انداز کر دی جائینگی۔ اس وقت سربراہی اور رہنمائی کے لئے لوگوں کی نظریں صرف اس شخص کی طرف اٹھیں گی جس نے پورے یونٹ میں اپنی خدمتگزاری کے جھنڈے گاڑے ہونگے۔ اور پنجابی، سندھی اور سرحدی کے نقطۂ نگاہ سے ہٹ کر صرف پاکستانی کی حیثیت سے ملک کے مسائل پر غور کیا ہوگا۔ یہ خطرہ حقیقی ہے اور بالخصوص ان لوگوں کے لئے بہت ہی اہم ہے جن کی قیادت کی وسعتیں ان کے صوبہ ہی تک سمٹی ہوئی ہیں ــــ آپ پوچھینگے کہ اس خطرہ کا علاج کیا ہے؟ ہم کہینگے کہ صرف اخلاص اور یہ شعور کہ سات آٹھ سال کے بعد کچھ ہونا بھی چاہیئے اور جس تہذیب و ثقافت کی حمایت و نصرت کے لئے ہم نے برسوں شور مچایا اور واویلا کی ہے اس کے لئے سعی و عمل کے بھی کچھ قدم اٹھنا چاہئیں ــ ورنہ دنیا ہم پر ہنسے گی اور ہم خود اپنی نظروں میں ذلیل نظر آئیں گے ۔

آہ خواجہ حسن نظامی :

ابھی ہم حسرت کے ماتم سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ خواجہ حسن نظامی کی موت کی خبر آئی ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کیا باغ و بہار آدمی تھے۔ دلی کی رونق بس انکے دم سے تھی۔ اردو کیا لکھتے تھے صفحہ قرطاس پر موتی بکھیرتے تھے۔ ایسی آسان پیاری اور البیلی کہ انسان پڑھے اور لوٹ ہو جائے ــــ چھوٹے چھوٹے مرصع جملے، روزمرہ کی صفائی، بات بات میں نکتہ آفرینی اور بانکپن۔ یہ انکی تحریر کی وہ خصوصیات تھیں جو آخر تک قائم رہیں۔ روزنامچہ نویسی اول انھوں ہی نے شروع کیا اور انہیں پر ختم ہو گیا۔ قلمی چہرے ان کا خاص موضوع تھا۔ جس شخص پر جو لکھ دیتے وہ اسکی نفسیات کی صحیح تفسیر ہوتا۔ پرلے درجے کے مردم شناس تھے اور وقت کی نبض تو ایسی پہچانتے تھے کہ کوئی کیا پہچانے گا۔ ان کا سب سے بڑا کمال یہ تھا کہ زندگی کے اصلی فلسفہ سے واقف تھے، اور خوب جانتے تھے کہ اس کی چیرہ دستیوں کا مقابلہ کیونکر کیا جا سکتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ اگرچہ غربت و عسرت کی فضاؤں میں پلے بڑھے تھے تاہم طبیعت کی حوصلہ مندی نے اس پر قانع نہیں رہنے دیا اور محض ذاتی محنت و کاوش کے بل پر ہزاروں روپے کمائے، اور مقبولیت و شہرت سے ہمکنار ہوئے۔ ساری عمر مزے میں کٹی۔ اس انقلاب نے البتہ نڈھال کر دیا تھا لیکن اس پر بھی انکے قلم کی شادابیوں میں فرق نہیں آیا تھا۔ اسی جوش و خروش سے ایک نئی دنیا بسانے کی فکر میں تھے۔ کہ موت کی بے رحمیوں نے آن پکڑا۔ اللہ تعالیٰ انھیں غریق رحمت کرے، اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین :

محمد حنیف ندوی

ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم

اِسلام اور آزادیِ فکر

اِسلام نے عالمِ انسانی میں کئی نظریاتی اور عملی انقلابات پیدا کئے لیکن اگر طلوعِ اسلام کی معاصر تہذیبوں، تمدنوں اور مذاہب کا جائزہ لیا جائے تو یہ امر بلا خوفِ تردید نمایاں ہو جاتا ہے کہ سب سے اہم انقلابی بات جو اسلام نے کی وہ آزادیٔ ضمیر کی تلقین اور اس پر عمل تھا۔ قرآن کریم میں انسان کی فطرت کے متعلق ایک اساسی صفت یہ بیان کی گئی ہے، کہ وہ ایک صاحبِ اختیار ہستی ہے آدم کے عالمِ شہود میں آنے سے بیشتر جمادی، نباتی اور حیوانی کائنات موجود تھی اور فرشتے بھی ابتدائے آفرینش سے نظمِ کائنات میں خدائے خلاق کے نمائندے اور کارندے تھے۔ لیکن ملائکہ سمیت تمام مخلوقات کی کیفیت یہ تھی کہ ہر مخلوق از روئے فطرت اطاعت پر مجبور تھی، اس جبر سے وہ کوئی تنگی محسوس نہ کرتی تھی۔ ہر چیز اپنی فطرت کا تقاضا پورا کر رہی تھی۔ اور اپنی فطرت کا تقاضا پورا کرنے میں جس قسم کا جبر پایا جاتا ہے وہ مکروہ محسوس نہیں ہوتا۔ آدم کی آفرینش کے وقت خدائے خلاق و حکیم نے ایک نیا تجربہ کرنا چاہا اور وہ یہ کہ ایک ایسی مخلوق کو پیدا کیا جائے جسے نیکی اور بدی دونوں کے راستے دکھائے جائیں اور اسے اختیار دیا جائے کہ ان راستوں میں سے جو چاہے اسے اختیار کرے، اسے از روئے وحی اور از روئے تجربہ یہ علم دیا جائے کہ ان متضاد راستوں پر چلنے کے نتائج کیا ہوں گے لیکن اس کے ارادوں پر کوئی جبر نہ ہو۔ اگر یہ مخلوق جسے احسنِ تقویم ہونے کے باوجود اختیارِ گناہ بھی دیا گیا ہے، اپنی مرضی سے وہ راستہ اختیار کرے جو مشیتِ الٰہی کے مطابق ہے تو وہ کائنات میں سب سے اعلیٰ اور اشرف ہو جائے اور اگر صلاحیتوں اور علم کے باوجود وہ غلط راستے کو ترجیح دے تو وہ تمام موجودات کے مقابلے میں ادنیٰ ہو کر اسفل السافلین بن جائے۔ کسی شاعر کا مشہور قطعہ ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ آدمی زادہ فرشتگی اور حیوانیت کی ایک عجیب معجونِ مرکب ہے۔ اس میں دونوں عناصر پائے جاتے ہیں۔ ملکوتی میلان کو ترقی دے تو فرشتوں سے فائق ہو جائے اور حیوانیت کی طرف راجح ہو، تو کالانعام بل ھم اضل ہو کر تمام حیوانوں کے مقابلے میں زیادہ ذلیل اور گمراہ ہو جائے:

آدمی زادہ طرفہ معجونیست — از فرشتہ سرشتہ وز حیواں
گر کند میل ایں شود بد ازیں — ور کند قصد آں شود بہ ازاں

اس قطعے میں یہ مضمون مضمر ہے کہ ان دو عناصر کے علاوہ انسان کو ایک تیسرا ملکہ ودیعت کیا گیا جسے اختیار کہتے ہیں، اس کی بلندی اور پستی کا مدار اسی آزادی کے صحیح یا غلط استعمال پر ہے۔ آدم کے قصے میں اس حقیقت کا انکشاف ہے کہ اس نے اس اختیار کے جوہر کا اوّلاً غلط استعمال کیا اور اس سے اس بات کا ثبوت دیا کہ وہ تمام دیگر مخلوقات سے جو مجبور اور